48992-اسلام قبول کرنے والی عورت نے گھر والوں کی لاعلمی میں شادی کرلی

سوال

میرا تعلق چائنہ سے ہے اور میں نے ایک لبنانی مسلمان شخص سے شادی کی ہے، میرے اسلام قبول کرنے کا پہلا اور بنیادی سبب بھی یہی ہے..
ہم نے اسلامی طریقہ سے شادی کی لیکن یہ شادی کچھ مشکلات کی بنا پر ہمارے خاندان کے علم کے بغیر ہوئی تھی کیا آپ کے خیال میں یہ حرام ہے، یعنی کیا یہ قرآن مجید کے مخالف ہے ؟

پسندیدہ جواب

کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت ہے عورت ولی کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی، کیونکہ عورت کا ولی ہی اس کے بارہ میں احتیاط کرتا اور اس کی مصلحت کو مد نظر رکھتا ہے تا کہ شیطان صفت مرد اسے دھوکہ نہ دے.

اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{تم ان کا نکاح ان کے گھر والوں کی رضامندی سے کرو}.

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا"

اسے پانچوں نے روایت کیا اور ابن مدینی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے.

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں : اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث :

"ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا"

پر ہی اہل علم صحابہ کرام جن میں عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہم وغیرہ شامل ہیں ان سب کا عمل ہے "اھ

چنانچہ جب آپ کا کوئی ولی مسلمان ہے مثلا باپ یا بھائی یا پھر چچا یا چچا کا بیٹا تو یہ آپ کے نکاح میں آپ کا ولی ہو گا، اس لیے اس ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہو گا، اور اس نکاح میں اس ولی کا بنفسہ خود موجود ہونا یا پھر اس کی نیابت کرتے ہوئے اس شخص کا موجود ہونا ضروری ہے جسے وہ وکیل بنائے.

اور اگر آپ کے سارے ولی ہی غیر مسلم ہوں، تو پھر کسی کافر کو مسلمان عورت پر ولایت حاصل نہیں ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"کافر کو کسی بھی حالت میں مسلمان پر ولایت حاصل نہیں، اس میں اہل علم کا اجماع ہے"

اور ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جن سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ عموما اس پر متفق ہیں"

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے بھائی کا نکاح جائز قرار دیا، اور ایک باپ جو کہ نصرانی تھا اس کا نکاح رد کر دیا"

دیکھیں : المغنی (356/7).

بلکہ کسی مسلمان شخص کو اس کی کافر اولاد پر نکاح میں ولایت حاصل نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا :

ایک شخص مسلمان ہو گیا تو کیا اس کی کتابی اولاد پر اسے ولایت حاصل ہو گی ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا :

"اسے نکاح میں ان پر کوئی ولایت حاصل نہیں، اور اسی طرح اسے میراث میں بھی ولایت نہیں ہے، اس لیے کوئی مسلمان شخص کسی کافرہ عورت کی شادی نہیں کریگا، چاہے وہ اس کی بیٹی ہو یا کوئی اور، اور نہ ہی کافر مسلمان کا اور نہ ہی مسلمان کسی کافر کا وارث بن سکتا ہے.

آئمہ اربعہ اور سلف و خلف میں سے ان کے اصحاب کا یہی مسلک ہے، اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں مومنوں اور کافروں کے مابین ولایت کو ختم کیا اور طرفین پر ایک دوسرے سے برات کرنا واجب کیا ہے، اور مومنوں کے مابین ولایت کو ثابت کیا ہے"

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (35/32).

لیکن مسلمان عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر والوں کو اس کے متعلق بتائے اور ان کی رضا حاصل کرے تا کہ یہ چیز اس کے والدین کے لیے بھی اسلام قبول کرنے اور ان کے دل کی تالیف کا سبب بن سکے.

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ :

جس مسلمان عورت کا کوئی ولی مسلمان نہ ہو وہ کیا کرے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ :

اس مسلمان عورت کا نکاح وہ شخص کریگا جس کے پاس سلطہ اور مقام و مرتبہ ہو، مثلا اسلامک سنٹر کا چیئرمین یا امام مسجد یا کوئی عالم دین، اور اگر اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے تو پھر وہ کسی عادل مسلمان شخص کو اپنے معاملہ سونپ دے جو خود اس کا کسی شخص سے نکاح کر دے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جس عورت کا ولی نہ ہو اگر وہ عورت بستی میں رہتی ہو یا کسی محلہ جہاں حاکم کا نائب ہو یعنی نمبر دار تو وہ اس عورت کا نکاح کریگا... اور اگر ان میں کوئی ایسا امام ہو جس کی وہ بات مانتے ہوں وہ امام اس عورت کی اجازت سے اس کا نکاح کر سکتا ہے "

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (35/32).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر عورت کا نہ تو کوئی ولی ہو اور نہ ہی حکمران ہو تو امام احمد سے روایت ہے کہ کوئی عادل مسلمان شخص اس عورت کی اجازت سے اس کا نکاح کریگا"

دیکھیں : المغنی (352/7).

اور امام جوینی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر عورت کا ولی حاضر نہ ہو اور وقت سلطان سے جاتا رہے تم ہم قطعی طور پر یہ جانتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں نکاح کے باب کو بند کرنا محال ہے، اور جس نے بھی اس سلسلہ میں کوئی شک ظاہر کیا تو وہ شریعت کے بارہ میں بصیرت پر نہیں، اور نکاح کا باب بند کرنے کی طرف جانا بالکل ایسے ہی ہے جیسے حرام کمانے کی طرف جانا ہے.

دیکھیں : الغیاثی (388).

پھر امام جوینی نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ نکاح علماء کرینگے.

خلاصہ یہ ہوا کہ :

اگر تو عقد نکاح اس صورت میں ہوا ہے اور آپ کا نکاح آپ کے ہاں اسلامک سینٹر کے چیئرمین نے کیا، یا پھر کسی عادل مسلمان شخص نے کیا ہو یہ نکاح صحیح ہے.

لیکن اگر آپ نے اپنا نکاح خود کیا ہے تو اب آپ کو اپنے قریب ترین اسلامک سینٹر اور اسلامی مرکز میں جا کر اپنے نکاح کی تجدید کرانی چاہیے، اور یہ نکاح اسلام سینٹر کا صدر کرے یعنی وہ آپ کی شادی کرائے.

رہا آپ کے خاوند کا مسئلہ تو اس کو لازم نہیں کہ وہ اپنے گھر اور خاندان والوں کو اس نکاح اور شادی کے متعلق بتائے، کیونکہ یہ نکاح میں خاوند کے ولی کی شرط نہیں ہے.

واللہ اعلم.